مغربی علوم وفنون پر اسلام کا اثر

از
مولوی فضیل الرحمٰن عثمانی (فاضل دیوبند)

ضروری تو نہیں ہے کہ جو قوم سیاسی اعتبار سے غلام ہو اس کو ذہنی وفکری لحاظ سے بھی غلام کہا جائے لیکن عموماً ہوتا یہی ہے کہ کسی قوم کی مادّی مغلوبیت اس کے ذہنی وفکری انحطاط کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

مسلمان آج کل کچھ اسی قسم کے حالات سے دوچار ہیں اگر کہیں سیاسی ومادّی اعتبار سے آزاد بھی ہیں تو ذہنی اعتبار سے وہی غلامی اُن کے ہر گوشۂ حیات میں کار فرما نظر آتی ہے وہ مغرب کی متعین کردہ راہوں پر چلتے، مغرب کے دماغ سے سوچتے اور مغرب ہی کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اپنی تہذیب، ثقافت، ترقیات کو بھول کر مغرب ہی کو اصل معیارِ زندگی مان بیٹھے ہیں، اسلامی علم وعمل اور قرآنی معیار کو چھوڑ کر مغرب کی تقلید کر رہے ہیں اور غیر شعوری طور پر یہ مفروضہ دل میں جاگزیں ہو چکا ہے کہ جو مغرب کہتا ہے وہی حق اور وہی صحت ودرستگی کا اصل معیار ہے لیکن اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مغرب کی یہ قابلِ رشک ترقی خود مسلمانوں ہی کی مرہونِ منّت ہے، یہ موجودہ روشنی اسی چراغ کی ہے جو کبھی خود مسلمانوں نے روشن کیا تھا۔

آسمانِ یورپ آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور گویا منتظر تھا کہ اسلام کا درخشاں آفتاب اُفقِ مشرق سے طلوع ہو اور تمام ظلمت وتاریکی کو نور سے بدل دے، وہاں کی پیاسی زمین اس بات کی محتاج تھی کہ اسلام کا ابرِ کرم اُٹھے اور اپنے فیض وعطا کی بارش برسائے۔ اہلِ یورپ نے جہاں عربوں کے پاکیزہ تمدّن سے بہت کچھ حاصل کیا وہیں انھوں نے ان کے بے پایاں علم وفن سے بھی خوشہ چینی کی اور ان کی موجودہ ترقی کی بنیادیں عربوں ہی کے علوم وفنون پر استوار ہیں چنانچہ ایک مغربی مصنّف "گسٹیو ڈیو کونڈری" اپنی کتاب "تاریخِ تمدن" میں لکھتے ہیں

"صدیوں تک عربوں نے تمدن کی تاریخ میں اہم بالشان خدمات انجام دیں وہ نہ صرف ایشیا کے دور دراز ملکوں میں علم کی اشاعت کرتے رہے بلکہ یورپ کو بھی ایسے علوم سکھائے جن سے مغربی اقوام نے بڑا نفع حاصل کیا۔

اسی سلسلہ میں "مسٹر اسٹینلی لین پول" Stanley Lan pole - کی رائے بھی پیش کرتا ہوں ——

"مختلف علوم وفنون میں جیسی ترقی اسپین کے مسلمانوں نے کی بھی کسی دوسرے ملک یا قوم نے نہیں کی۔ انگلینڈ، فرانس اور جرمنی سے طلبا اس چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے آتے تھے جو صرف اسپین کے شہروں میں بہتا تھا۔ اندلس کے طبیب اور جراح تمام دنیا سے آگے تھے۔ علم ریاضی، ہیئت، نباتات، فلسفہ اور فقہ کی تکمیل صرف اسپین میں ہو سکتی تھی۔ زراعت۔ آب پاشی۔ قلعہ بندی۔ جہاز سازی وغیرہ میں بھی وہاں کے مسلمان اعلیٰ درجہ پر تھے۔

کیا تاریخ بھول سکتی ہے؟ کہ گھڑی سب سے پہلے "فرنیکس" کے شہنشاہ "شارلین" کو ایک مسلمان بادشاہ کی طرف سے ہدیہ بھیجی گئی تھی اس سے ظاہر ہے کہ گھڑی کی ایجاد مسلمانوں سے ہوئی۔ لیکن دسویں صدی میں حالات نے کروٹ لی اور ایک نیا انقلاب رونما ہوا "پاپائے روم" کی ترغیب پر یورپ بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے جنگ میں مصروف ہو گیا اس جنگ کے دوران اہل یورپ نے عربوں کے اخلاق اور تمدن کا بغور اور قریب سے مطالعہ کیا اور پہلی بار انھیں مختلف شعبہ ہائے حیات میں عربوں کی برتری کا اندازہ ہوا چنانچہ یہیں سے یورپ کے علمی و فکری انقلاب کا آغاز ہوتا ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں یورپ نہ صرف علمی و فنی حیثیت سے تہی دامن تھا بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی پوری طرح دیوالیہ ہو چکا تھا، مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں دین عیسوی کی صالح قدریں مسخ ہو چکی تھیں ——

"پاپائے روم" غیر محدود اختیارات کا مالک ہوا کرتا تھا اُس نے ان اختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک کثیر رقم کے عوض "معافی نامہ" کی تقسیم کا طریقہ رائج کیا —— معافی نامہ دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلہ کا ایک پروانہ یا سرٹیفکٹ تھا۔ لیکن اہل یورپ نے جب "اسلامی تعلیمات" اور

"قرآن مجید" کی خوبیوں کا مطالعہ کیا تو وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، پاپائے روم کے جابرانہ اختیارات ان کے لئے باعث نفرت بن گئے آخر کار کافی جدوجہد کے بعد یہ لوگ ایک "آزاد مذہبی فرقہ" قایم کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں تک میرے علم میں ہے سب سے پہلے اس مذہبی انقلاب کا تصور "لوتھر" Luthor (پروٹسٹنٹ Protestant فرقہ کا بانی) اور "کالون" (جنیوا کا مشہور خطیب کالونزم کا بانی) کے ذہن میں پیدا ہوا۔ "لوتھر" نے اطالوی درسگاہوں میں جہاں عربی فلسفہ کا درس دیا جایا کرتا تھا تعلیم پائی تھی اور اسے قرطبہ و غرناطہ کے علمی حلقوں سے بھی استفادہ کی نوبت آئی جو اس زمانہ میں عربی فلسفہ کی تعلیم کے مرکز تھے بہرحال لوتھر اور کالون کا یہ ذہنی انقلاب اسلامی تعلیمات ہی کا مرہون منت تھا۔

علوم و فنون عربوں کے تمدن سے اہل یورپ کے مذہبی تصورات ہی میں ایک خوش گوار انقلاب نہیں پیدا ہوا بلکہ ان کے تعلیمی و فنی ڈھانچے میں بھی ایک قابل فخر تبدیلی رونما ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب روم و یونان کی شاندار ترقی معدوم ہو چکی تھی ان کی علمی تصنیفات اور فنی کاوشیں افسانہ بن چکی تھیں تو دوبارہ عربوں ہی نے انھیں حیاتِ نو بخشی۔ کنگس کالج لندن کے عربی کے پروفیسر مسٹر "ایچ۔ اے۔ سلیمن۔ سی آئی ایم" "سلطنت عرب کا عروج و زوال" میں لکھتے ہیں ——————

"اس مادہ میں نئی روح پھونکنے کا فخر صرف عربوں کو حاصل ہے یہ عرب ہی تھے جنھوں نے گم شدہ یونانی مصنفین کو دنیا سے روشناس کرایا اہل عرب نے علم کی وہ شمع روشن کی جس نے تاریخ کے سیاہ صفحات کو چمکا دیا اور یقیناً اگر عرب نہ ہوتے تو یورپ کی تاریخ اتنی شاندار نہ ہوتی۔

مشاہدہ ہے کہ قوموں کی علمی ترقی کی ابتدا تصنیفات کے بجائے عموماً تراجم و تالیفات سے ہوتی ہے عربوں نے اس میں بھی گہری دلچسپی لی اور ترجموں کی بدولت سنسکرت اور یونانی مصنفین کو زندہ جاوید بنا دیا "نیکھسال" لکھتا ہے ——————

"خلیفہ المامون کے دور میں روم و یونان کے تاریخی تراجم زیادہ تر ہوئے جن کی اصل قسطنطنیہ سے قبضہ کر کے بغداد لائی گئی۔"

الجبرا | چنانچہ جہاں انھوں نے "یونانی فلسفہ" کو ترقی دی وہاں الجبرے میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے مغربی مصنفین نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ ——

"الخوارزمی کی تصنیفات نے اہل یورپ کے لئے الجبرے کے نکات حل کرنے میں رہبر کا کام دیا ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۶)

پکھتال لکھتا ہے "الجبرا مسلمانوں کی ایجاد ہے" —— موجودہ علم کیمیا "ابوموسیٰ جعفر کوفی" کی وسیع تحقیقات کا نتیجہ ہے۔

ہیئت | علم الجبرا، ریاضی، اور کیمیا کی طرح علم ہیئت بھی عربوں کا زیر بارِ احسان ہے اس سلسلہ میں احمد بن محمد —— حسن ابن حسین اور محمد بن وستی کے نام خاص طور پر لئے جاتے ہیں۔ علم ہیئت عرب اپنے ساتھ اسپین میں لائے اور سنہ ۱۰۸۰ء میں "ابو اسحاق زرقانی" نے اس میں کچھ جدول واشکال اختراع کیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ ۱۹۱۱ء)

خوردبین کا موجد عموماً "گلیلیو" کو سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا موجد ابوالحسن تھا۔

کلام | یورپ میں یہ ایک عام خیال ہے کہ علم کلام کا موجد لارڈ بیکن (Lord Bacon) ہے چنانچہ "ہسٹری آف دی انگلش" میں ٹامسن (Thompson) نے بھی لارڈ بیکن ہی کو علم کلام کا موجد قرار دیا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ علم کلام کی بنیاد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالی ہے اور یہ بات یقین کی حد تک اس لئے کہی جا سکتی ہے کہ امام غزالیؒ کی وفات کا زمانہ بیکن کی پیدائش سے تقریباً سو برس پہلے ہے بہت ممکن ہے کہ لارڈ بیکن نے اوّلاً اس علم کو امام غزالیؒ سے لیا ہو اور بعد میں اسی کو موجد سمجھ لیا گیا ہو چوں کہ بیکن اسپینی زبان جانتا تھا اور امام غزالیؒ کی تصنیفات اس وقت تک اسپینی میں منتقل ہو چکی تھیں۔

تاریخ | ابتداءً تاریخ صرف واقعات کی افسانوی نوعیت کا نام تھا اس کے اسباب و علل موضوعِ بحث نہ تھے عرصہ تک "تاریخ" اس صورت میں باقی رہی عربوں نے اس کو ایک فن کی حیثیت دی اور واقعات کے اسباب و علل سے بحث کرنے لگے "المقری" کی تصانیف میں فنِ تاریخ کے

نقوش نظر آتے ہیں عرب مؤرخین کی یہی کوششیں اہلِ یورپ کے لئے چراغِ راہ بنیں ——— علمِ سیاست کی بنیاد عرب مؤرخین کے ان ہی خیالات پر رکھی گئی ہے۔ دنیا کا مشہور ترین مؤرخ ابن خلدون اس کا امام ہے جس کی تصانیف سے اہلِ یورپ نے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے۔

جغرافیہ | تجارت نے عرب سیاحوں میں "جغرافیہ نویسی" کا شوق پیدا کیا اور وہ اپنے سفر کے واقعات قلمبند کرنے لگے یہ واقعات اگرچہ ذاتی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کی دوسری نوعیت جغرافیائی ہے یہ کہیے کہ یہ سفرنامے ہی علمِ جغرافیہ کی بنیاد بنے۔ مثال کے طور پر ابن بطوطہ کا سفرنامہ بہت سے شہروں اور ملکوں کا جغرافیہ ہے اور اس کے پڑھنے سے ہم متعدد مقامات کی جغرافیائی پوزیشن جان سکتے ہیں۔

عربوں کے قدم اندلس پہنچے تو یہ خطہ مردم خیزی کا سبزہ زار بن گیا ادریسی یہیں کا رہنے والا تھا جس کا جغرافیہ فنی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اہلِ یورپ ایک زمانہ تک ادریسی کے جغرافیہ سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں ادریسی نے ۱۱۵۴ء میں جغرافیہ لکھا۔ ادریسی کا جغرافیہ تقلیدی نہیں تحقیقی تھا علاوہ تحقیق وانکشاف کے بہت سے نقشے بھی تفصیل کے ساتھ درج کئے جس نے ادریسی کے جغرافیہ کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ "بکھتال" عربوں کی جغرافیہ دانی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"عرب اپنے دور کے عظیم ترین سیاح، تاجر اور بحر پیما سرگذشت سفر لکھنے کے عادی تھے جس جگہ سفر کرتے تھے وہاں کا نقشہ تیار کرتے تھے، نیز اس خطے کے سیاسی، سماجی اور کاروباری حالات لکھتے تھے اور اسکولوں میں تعلیم اسی انداز سے ہوتی تھی۔

(The Coltorul Side of Islam صفحہ 70)

علمِ طب و جراحت | فنِ طب کو عربوں نے آسمانِ ترقی پر پہنچا دیا تھا بو علی سینا اور ابو بکر رازی فنِ طب کے امام سمجھے جاتے ہیں اور اس فن میں ان کی تصانیف آج بھی دنیا کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ابو القاسم فنِ جراحت کے امام تھے اس مایۂ ناز سرجن نے بہت سے آلاتِ جراحی ایجاد کئے فنِ جراحت پر اس کی مبسوط تصنیف آج بھی اس کے کمال کا بین ثبوت ہے، ابن رشد کو تو

کون بھول سکتا ہے جس نے اس فن میں اپنا جوہر کمال دکھلایا۔

آپریشن سے پہلے سُن کرنے کی دوا عربوں کی ایجاد ہے۔ زخم کو ریشمی ٹانکوں سے سینے کا رواج عربوں نے دیا۔ موتیا بند، پتھری اور فتق جیسے امراض کا علاج آج سے بہت پہلے عرب اطبا دریافت کر چکے تھے۔

مسلمانوں نے ایسے شفا خانے قایم کیے جس میں امراض کے اعتبار سے طبقہ وار مریضوں کو رکھا جاتا تھا اور صفائی ستھرائی کا مکمل انتظام ہوتا تھا۔ (اسلام کا ثقافتی پہلو از کمپنتال صلا)

یہ چند عبرت آموز تاریخی حقایق اُس ملّتِ خوابیدہ کو دعوتِ بیداری دیتے ہیں جو کبھی تشنگانِ علوم کے لئے سیرابی کا سرچشمہ تھی اور اب خود تشنہ جان و تشنہ لب ہے، وہ قوم جس سے غیروں نے اندازِ جہانبانی سیکھا تھا آج اپنی بے عملی و جمود کی بنا پر اسیرِ پستی و غلامی ہے۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار"

؟

- خالقِ کائنات کا فرمان کیا ہے؟
- قرآن کا پیغام کیا ہے؟
- احادیثِ رسولؐ میں کیا جواہر ریزے چھپے ہیں؟
- زندگی کے معاشی، سیاسی و معاشرتی مسائل کا صحیح حل کیا ہے؟
- امن و فلاح کس نظامِ حیات میں مضمر ہے؟
- دنیا کو کس قسم کے کردار کی ضرورت ہے؟
- عالمی فساد و انتشار کے اسباب کیا ہیں؟

اگر آپ ان سوالوں کا جواب معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی

ماہنامہ

کانتی

(ہندی زبان میں)

رام پور، یو۔پی

کے مستقل خریدار بن کر اس کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

اکتوبر ۵۸ء کا پہلا شمارہ انشاء اللہ ۲۵-۲۶ ستمبر ۵۸ء تک پوسٹ کر دیا جائے گا۔

ایجنسی نیز دیگر امور کے بارے میں تفصیلات دفتر سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

سالانہ چندہ -/-/۴ — فی کاپی ۳۷ نئے پیسے (-/۶/-)

منیجر "کانتی" رام پور، یوپی